حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

قسط (۲۳)

دوام حدیث

ایک اسلام

تعداد رکعات:

حضر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعات ہیں اور سفر میں ان کی دو دو رکعات ہیں ۔ باقی مغرب کی حضر و سفر میں تین اور فجر کی دو ہیں ۔ حضرت عمرؓ کی روایت میں موجود ہے کہ رات و دن کی نماز دو دو رکعت ہے، اس سے مراد نوافل ہیں ۔

اور ابو جحیفہ کی روایت میں جو ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے وہ سفر کی روایت ہے ۔ چنانچہ بخاری میں یہ لفظ ہیں :

" فصلی بالبطحاء الظهر والعصر ركعتين "

کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے بطحاء مقام پر دو دو رکعتیں ظہر و عصر کی پڑھیں "

اور بخاری نے یہاں باب باندھا ہے :

"باب السترة بمكة وغيرها"

کہ "مکہ اور مدینہ ہر جگہ سترہ ہونا چاہیئے" ــــــــ اور یہ واقعہ ہجرت کے بعد کا ہے جبکہ آپؐ سفر پر تھے ۔ اب مصنف کا یہ کہنا کہ " اس حدیث میں قطعاً یہ مذکور نہیں کہ آپؐ سفر پر تھے اور اس لئے نماز میں تخفیف کر لی تھی" جہالت پر مبنی ہے ۔ حضرت عمرؓ عصر کے بعد نماز سے منع کرتے تھے اور آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ اس لئے منع کرتے تھے کہ آہستہ آہستہ غروب کے وقت نہ نماز پڑھنے لگیں ورنہ فی نفسہ منع نہیں سمجھتے تھے۔ (فتح الباری)

تکبیر اقامت:

حنفیہ میں اگرچہ تکبیر اقامت میں دو دو مرتبہ رائج ہے مگر ایک ایک مرتبہ بھی جائز سمجھتے ہیں جیسے احکام القرآن جصاص میں ہے۔

نماز میں صرف فاتحہ کافی ہے:

پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے پر عمل چلا آرہا ہے مگر فرض کسی کے نزدیک نہیں حنفیہ واجب کہتے ہیں اور باقی سنت، یہ کوئی اختلاف نہیں!

دعائے قنوت کا وقت:

ہم دعائے قنوت نماز عشاء میں پڑھتے ہیں لیکن حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت ہم نے نماز فجر میں پڑھی۔ دعائے قنوت دو قسم کی ہے، ایک وہ جو کسی مصیبت کے وقت پڑھی جاتی ہے، انسؓ کی روایت میں اسی کا ذکر ہے۔ اور وتر میں جو پڑھی جاتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

دعائے استفتاح:

دعائے استفتاح کے متعلق یہی دستور ہے کہ آہستہ پڑھی جائے، حضرت . . . . نے جہر اس لئے کیا تھا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔ جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز الحمد سے شروع کرتے تھے، اس کا یہ مطلب ہے کہ قرأت یہاں سے شروع کرتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ دعائے استفتاح بالکل نہیں پڑھتے تھے۔ مگر سمجھنے کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے۔

نماز میں مختلف اعمال کی اجازت:

اس میں ممبر پر نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ اور یہ مسئلہ پہلے بھی ذکر ہوا ہے کہ یہ واقعہ تعلیم کے لئے ہے ورنہ امام کو اونچا کھڑا ہونا منع ہے۔

دوسرا واقعہ اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر آپؐ کے نماز پڑھانے کا ہے۔ اور جو اس طرح کی حرکات نماز میں جائز نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں کہ بچے خود بخود اتر جاتے اور کندھے پر چڑھ جاتے ہیں، اس طرح فقہ کی رو سے بھی نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ابن عباسؓ کی اقتداء کا واقعہ ہے جس میں وہ بائیں طرف کھڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں پیچھے سے دائیں جانب کر دیا۔ اس طرح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نمازی کے آگے سے گزرنا :

نمازی کے آگے سے گزرنا فقہ اور حدیث کی رُو سے منع ہے۔ مگر جماعت اور انفرادی حالت کا فرق ہے جماعت میں امام کے آگے گزرنا منع ہے اور صف کے آگے سے گزرنا جائز ہے اور انفرادی حالت میں نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے۔ باقی رہا یہ کہ نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو باطل کرتا ہے یا نہیں، اس میں اصل بات یہ ہے کہ عورت، کتا اور گدھا نمازی کے اس تعلق کو توڑتے ہیں جو نمازی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے مگر نماز باطل نہیں ہوتی۔ جن روایات میں یہ آیا ہے کہ یہ چیزیں نماز کو کاٹ دیتی ہیں، اس جگہ کاٹنے سے مراد تعلق کا کاٹنا ہے جس کا ذکر ہوا ہے۔ اور جن احادیث میں یہ وارد ہے کہ نماز کو کونسی شئی قطع نہیں کرتی، اس کا مطلب یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتی کہ اس کو دوبارہ ادا کرنے کا حکم ہو۔ آگے سے گزرنے سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے مگر آگے لیٹنے اور بیٹھنے سے یہ خلل واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے لیٹنے اور گزرنے کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس روایت میں یہ فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں جیسا بنا دیا ہے، اس سے ان کی غرض حدیث سے انکار نہیں کیونکہ قطع والی حدیث تو مائی عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ عورت میں قطع صلوٰۃ کی اور وجہ ہے اور گدھے اور کتے میں اور وجہ ہے۔ گدھے اور کتے میں ان کا نجس اور شریر ہونا ہے جبکہ عورت برے خیال کا باعث بنتی ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے آگے لیٹی رہتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے۔ اگر ہم عورتیں بھی کتوں کی طرح ہوتیں تو آپؐ مجھے آگے نہ لیٹنے دیتے۔

رفع یدین :

رفع یدین بعض ائمہ کے نزدیک سنت ہے اور بعض نے ترک کو ترجیح دی ہے۔ مگر جو لوگ ترک کو ترجیح دیتے ہیں ان کے ہاں بھی جائز ہے جیسے امام جصاص حنفی نے احکام القرآن میں لکھا ہے۔

اجتماع صلوٰتین :

جمع بین الصلوٰتین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ ظہر آخری وقت، عصر اول وقت۔ یہ حنفیہ کے نزدیک بھی ضرورت کے وقت جائز ہے اور موطا وغیرہ کی روایت میں جو ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ اسی پر محمول ہے۔

کیا حائضہ نماز ادا کرے؟

کہتے ہیں فقہ کا مسئلہ تو یہی ہے کہ حائضہ روزے رکھے اور نماز نہ پڑھے" معلوم نہیں فقہ کی کونسی کتاب میں یہ لکھا ہے؛ پھر آگے بخاری سے بھی نقل کیا ہے :

"ان الحائض تقضی الصیام و لا تقضی الصلوٰۃ"

کہ "حائضہ روزے رکھے اور نماز ادا نہ کرے"

اس جگہ جہاں فقہ کی طرف غلط نسبت کی ہے، وہاں بخاری کی عبارت کا بھی غلط مطلب لیا ہے۔ بخاری کا مطلب قضا کی ادائیگی سے ہے کہ روزوں کی قضاء دینا ضروری ہے جبکہ نماز معاف ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ تو اتفاقی ہے کہ حائضہ (ان ایام میں) نہ روزے رکھے اور نہ نماز پڑھے۔ اس کے بعد یہ بھی اتفاقی ہے کہ روزے کی قضاء دے اور نماز کی قضاء نہ دے۔

آگے ایک عجیب غلطی کی ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ امہات المؤمنین میں سے ایک بیمار تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف بیٹھیں۔ بیماری کی وجہ سے ان کو خون آتا تھا۔ مصنف نے یہ سمجھ لیا ہے کہ شاید حائضہ تھیں۔ یہ مسئلہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔

رکوع وسجود میں قرآن:

ایک حدیث میں منع آیا ہے جبکہ دوسری حدیث مصنف کے خیال میں اس کے معارض ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپؐ "سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح" رکوع وسجدے میں پڑھا کرتے تھے۔ . .
. . . مصنف اس ورد کو قرآن کی آیت سمجھ رہے ہیں۔

نماز میں انسانی کلام:

ایک حدیث میں تو منع آیا ہے کہ نماز میں کلام نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر مصنف کہتا ہے کہ آپ نے خود کلام کی کیونکہ حدیث میں ہے، آپؐ نے کہا تھا "العنك بلعنة الله" مصنف نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بد دعا بھی اس کلام میں داخل ہے جو منع ہے مگر دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ، دعا کلام ممنوع میں داخل نہیں اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ آپؐ نے نماز کو اس وقت چھوڑ نہیں دیا۔ اور عارضہ کے لئے نماز کو چھوڑنا جائز ہے۔

اس کے بعد دعاء قنوت میں بعض آدمیوں کا نام لے کر جو ان کے لئے استخلاص کی دعا کی، اس کو بھی کلام میں داخل کر رہے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون!

(باقی آئندہ)